22فروری1963

از عدالت عظمیٰ

مینگلس ٹی اسٹیٹ

بنام

اٹس کے ورکمن

(پی۔بی۔گجیندر گڈکر، ایم۔ہدایت اللہ اور جے۔سی۔شاہ جسٹسز۔)

صنعتی تنازعہ — درست تحقیقات کے تقاضے — فطری انصاف کے اصول — سپریم کورٹ کا اپنے لیے حقائق تلاش کرنے کے لیے ثبوت میں داخل نہ ہونے کا عمل — کوئی ثبوت نہ ہونے کا معاملہ۔

جنوری 1956 میں ایک واقعہ پیش آیا جس میں کارکنوں کے ایک گروہ نے اپیل کنندہ کمپنی کے منیجر اور دو اسسٹنٹ منیجروں پر حملہ کیا۔تینوں افسران زخمی ہو گئے۔ کچھ کارکنوں کو معطل کر دیا گیا، اور ان پر فسادات میں حصہ لینے کا الزام لگاتے ہوئے فرد جرم پیش کی گئیں۔تفتیش کے بعد کارکنوں کو برخاست کر دیا گیا۔منیجر اور اسسٹنٹ منیجروں میں سے ایک نے انکوائری کی۔تفتیش کے دوران کسی گواہ سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی اور نہ ہی کسی گواہ کا بیان ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا۔

یہ تنازعہ پہلے لیبر کورٹ اور پھر انڈسٹریل ٹریبونل، مغربی بنگال کو بھیجا گیا۔ٹریبونل نے اپیل کنندہ کمپنی کی طرف سے کی گئی تحقیقات کو کالعدم قرار دے دیا اور کمپنی سے کہا کہ وہ اس سے پہلے ہر کارکن کے خلاف الزامات کو ثابت کرے۔کمپنی نے پانچ گواہوں سے پوچھ گچھ کی۔ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ 15 کارکنوں کو برخاست کرنے کے احکامات جائز تھے لیکن اس نے باقی کارکنوں کو بحال کرنے کا حکم دیا۔کمپنی خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں آئی۔

قرار دیا، کہ ٹریبونل کا نظریہ درست تھا کہ کمپنی کی طرف سے کی گئی انکوائری قدرتی انصاف کے اصولوں کے مطابق نہیں تھی۔انکوائری ہر کارکن سے باری باری سوالات کرنے پر مشتمل تھی۔کارکن سے پوچھ گچھ سے پہلے الزام کی حمایت میں کسی گواہ سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی۔یہ ایک بنیادی اصول ہے کہ جس شخص کو کسی الزام کا جواب دینا ہوتا ہے اسے نہ صرف الزام کو جاننا چاہیے بلکہ اس گواہی کو بھی جاننا چاہیے جس کے ذریعے الزام کی تائید کی جاتی ہے۔اسے الزام کی حمایت میں ثبوت سننے اور جرح کے ذریعے اس طرح کے متعلقہ سوالات کرنے کا واضح موقع دیا جانا چاہیے جیسا کہ وہ چاہتا ہے۔اسے اپنے خلاف پیش کیے گئے شواہد کی تردید کرنے کا موقع بھی دیا جانا چاہیے۔

جہاں تک دو کارکنوں کا تعلق ہے، اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ ٹریبونل ان نتائج کو قبول نہ کرنے میں جائز تھا جو تقریبا بغیر کسی ثبوت کے آگے بڑھے۔ جہاں تک ایک کارکن کا تعلق ہے، اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ چونکہ ٹریبونل کو دو اسسٹنٹ منیجروں کو سننے اور دیکھنے کا موقع ملا ہے، اس لیے یہ عدالت ٹریبونل سے مختلف نتیجے پر پہنچنے میں سست روی کا مظاہرہ کرے گی۔ مزید برآں، ایسے معاملات میں، اس عدالت کا یہ رواج نہیں ہے کہ وہ اپنے لیے حقائق تلاش کرنے کے لیے ثبوت پیش کرے۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1962: کی سول اپیل نمبر 359۔

ساتویں صنعتی ٹریبونل، مغربی بنگال کے 3 اپریل 1961 کے ایوارڈ سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، کیس نمبر۔ 1960 کا VIII-303۔

بی سین، ایس سی مزومدار، ڈی این مکھرجی، بی این گھوش کے لیے، اپیل کنندہ کے لیے۔

جواب دہندگان کے لیے، جنار دھن شرما۔

.1963 22 فروری۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہدایت اللہ۔ جے۔۔ مینگلس ٹی اسٹیٹ کی طرف سے اپنے کارکنوں کے خلاف اس عدالت کی خصوصی اجازت کے ساتھ دائر کی گئی اس اپیل کے ذریعے، کمپنی 3 اپریل 1961 کے ایک ایوارڈ کو چیلنج کرنا چاہتی ہے، جسے ساتویں صنعتی ٹریبونل، مغربی بنگال نے سنایا تھا۔ مغربی بنگال کی حکومت نے 44 کارکنوں کو برخاست کرنے کے سلسلے میں 29 اکتوبر 1957 کو آرڈر آف ریفرنس دیا تھا۔ جس مسئلے کا حوالہ دیا گیا تھا وہ مندرجہ ذیل تھا:۔۔

" کیا منسلک فہرست میں مذکور کارکنوں کی برطرفی جائز ہے؟ وہ بحالی اور/ یا معاوضے کے ذریعے کس راحت کے حقدار ہیں؟"

5 نومبر 1957 سے 17 اگست 1960 تک یہ حوالہ فرسٹ لیبر کورٹ کے سامنے زیر التوا رہا۔ اس کے بعد اسے ساتویں صنعتی ٹریبونل میں منتقل کر دیا گیا اور اس خط کو 3 اپریل 1961 کو متنازعہ ایوارڈ بنا دیا گیا۔ ایوارڈ دیے جانے تک دو کارکنوں (نمبر 12 اور 37) کی موت ہو چکی تھی اور چار کو دوبارہ ملازمت پر رکھا گیا تھا (نمبر 31، 33، 34 اور

35)۔مزدوروں میں سے ایک (نمبر22) بالکل بھی مزدور نہیں پایا گیا۔ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ چودہ کارکنوں کو برخاست کرنے کے احکامات جائز تھے حالانکہ احکامات کو ماضی سے اثر انداز نہیں کیا جاسکا۔کمپنی کو حکم دیا گیا کہ وہ بقیہ کارکنوں کو بحال کرے اور انہیں کچھ معاملات میں (لیکن سب نہیں) تین ماہ کی اجرت کا معاوضہ ادا کرے۔موجودہ اپیل میں کمپنی ان 13 کارکنوں کے حوالے سے ایوارڈ کو چیلنج کرنا چاہتی ہے جنہیں بحال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ان کارکنوں میں سے تین کے کیسوں پر الگ سے غور کیا جائے اور باقی دس کے کیسوں پر ایک ساتھ غور کیا جاسکتا ہے۔اب ہم وہ حقائق پیش کریں گے جن سے حوالہ سامنے آیا ہے۔

مغربی بنگال کے جلپائی گڑی ضلع میں اپیل کنندہ مینگلاس ٹی اسٹیٹ ڈنکن برادرز لمیٹڈ کی ملکیت ہے۔کارکنوں کا تعلق ضلع چابگن ورکرز یونین، مال بازار، ضلع جلپائی گڑی سے ہے۔ 18 جنوری 1956 کو ایک بدصورت واقعہ پیش آیا جس میں کارکنوں کے ایک گروہ نے منیجر مسٹر مارشل اور ان کے دو اسسٹنٹ منیجرز مسٹر نکلس اور مسٹر دھون پر حملہ کیا۔یہ ایک صبح چائے کے باغات کے ایک حصے میں ہوا جہاں تقریباً دو سو کارکنوں نے مسٹر نکلس کو گھیر لیا تھا اور پرتشدد مظاہرہ کررہے تھے۔پہلے مسٹر دھون اور اس کے فوراً بعد مسٹر مارشل جائے وقوعہ پر پہنچے اور کارکنوں نے انہیں بھی گھیر لیا۔اس کے بعد ہونے والے حملے میں یہ تین افسران زخمی ہوگئے—مسٹر مارشل شدید زخمی ہوگئے۔کچھ فسادیوں کے خلاف فوجداری مقدمہ شروع کیا گیا تھا لیکن ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔کمپنی نے کچھ کارکنوں کے خلاف بھی کارروائی شروع کردی۔اس نے سب سے پہلے معطلی کا نوٹس جاری کیا جو 6 فروری 1956 سے نافذ ہونا تھا، اور پھر بڑی تعداد میں کارکنوں کو فسادات میں حصہ لینے کا الزام لگاتے ہوئے فرد جرم پیش کی۔مزدوروں نے اپنی پیچیدگی سے انکار کرتے ہوئے جواب دیا۔اس کے بعد کمپنی نے انکوائری کی اور 18 جنوری 1956 سے متعدد کارکنوں کو برخاست کرنے کا حکم دیا۔کیس میں برخاستگی کا نمونہ آرڈر ضمیمہ ایف کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ٹریبونل کے سامنے تحقیقات میں یونین نے اس واقعے کا اعتراف کیا حالانکہ اس نے کہا کہ یہ انتظامیہ کی طرف سے اشتعال انگیزی کی وجہ سے ہوا ہے۔تاہم یونین نے اس بات کی تردید کی کہ جن کارکنوں پر الزام عائد کیا گیا تھا ان میں سے کسی کو بھی اس جھگڑے میں ملوث ہونے کی نشاندہی کی گئی تھی کہ ان میں سے کسی بھی کارکن پر پولیس نے مقدمہ نہیں چلایا تھا۔انکوائری مسٹر مارشل اور مسٹر نکلس نے کی تھی اور کارروائی کے ریکارڈ پر نمائش 17 اور 18 سیریز کا نشان لگایا گیا ہے۔یہ ریکارڈ اپیل کنندہ نے ہمارے مشاہدے کے لیے ہمارے سامنے پیش کیا تھا۔ہمارے سامنے یہ تسلیم کیا گیا کہ کمپنی کے لیے مزید شواہد کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے کیونکہ کوئی بھی ریکارڈ نہیں کیا گیا تھا۔نمائش 17 اور 18 سیریز کارکنوں کے ان کے خلاف الزامات کے جوابات ہیں اور اس طرح کے جوابات ہیں جو انہوں نے جرح میں ان سے پوچھے گئے سوالات کے لیے دیے تھے۔

ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ انکوائری کو اس لیے خراب کیا گیا کیونکہ یہ قدرتی انصاف کے اصولوں کے مطابق نہیں کی گئی تھی۔یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ نتیجہ غلط تھا۔لیکن ہمیں اس کی درستگی کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔انکوائری ہر کارکن سے باری باری سوالات کرنے پر مشتمل تھی۔کارکن سے پوچھ گچھ سے پہلے الزام کی حمایت میں کسی گواہ سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی۔یہ ایک بنیادی اصول ہے کہ جس شخص کو کسی الزام کا جواب دینا ہوتا ہے اسے نہ صرف الزام بلکہ اس گواہی کو بھی جاننا چاہیے جس کے

ذریعے الزام کی تائید کی جاتی ہے۔اسے الزام کی حمایت میں ثبوت سننے اور جرح کے ذریعے اس طرح کے متعلقہ سوالات کرنے کا مناسب موقع دیا جانا چاہیے جیسا کہ وہ چاہتا ہے۔پھر اسے اپنے خلاف پیش کیے گئے شواہد کی تردید کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے۔یہ اس کردار کی تحقیقات کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور انکوائری کے نتیجے کو قبول کرنے سے پہلے اس ضرورت کو کافی حد تک پورا کیا جانا چاہیے۔عملی طور پر اس تقاضے سے ہٹنا اس شخص پر بوجھ ڈالتا ہے جس پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ پہلے اس کے خلاف الزام لگائے بغیر اسے پسپا کرے۔موجودہ معاملے میں نہ تو کسی گواہ سے پوچھ گچھ کی گئی اور نہ ہی کسی گواہ کی طرف سے ثبوت میں کوئی بیان پیش کیا گیا۔انکوائری، جیسا کہ یہ تھی، مسٹر مارشال یا مسٹر نکولس نے کی تھی جو نہ صرف ججوں کے عہدے پر تھے بلکہ استغاثہ اور گواہوں کے بھی تھے۔الزام عائد کیے گئے افراد کے پاس ان سے جرح کرنے کا کوئی موقع نہیں تھا اور درحقیقت انہوں نے واقعے کے بارے میں اپنے علم سے فائدہ اٹھایا اور اس کے بجائے الزام عائد کیے گئے افراد سے جرح کی۔یہ قدرتی انصاف کے اصولوں کا اتنا مذاق تھا کہ ٹریبونل نے نتائج کو مسترد کرنے اور کمپنی سے کہا کہ وہ اس سے پہلے ہر کارکن کے خلاف الزام ثابت کرے۔

ٹریبونل نے جس تفتیش کا فیصلہ کیا اس میں کمپنی نے پانچ گواہوں سے پوچھ گچھ کی جن میں مسٹر مارشل، مسٹر نکولس اور مسٹر دھون شامل تھے، جو چشم دید گواہ تھے۔اس حقیقت کے پیش نظر کہ ساڑھے چار سال پہلے پیش آنے والے ایک واقعے کی تحقیقات کی جا رہی تھی، ٹریبونل نے شواہد کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ وہ اس بات کو قبول نہیں کرے گا کہ کسی بھی کارکن کو مجرم قرار دیا گیا ہے جب تک کہ کم از کم دو گواہ اس کے خلاف گواہی نہ دیں۔کچھ کارکنوں کو اس نقطہ نظر کا فائدہ ملا اور اب یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ ٹریبونل نے ایک گواہ کے ثبوت کو قبول کرنے سے پہلے تصدیق پر اصرار کرنے میں غلطی کی تھی۔اس سلسلے میں انڈین ایویڈنس ایکٹ (1872 کا I) کی دفعہ 134 کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی صورت میں کسی بھی حقیقت کے ثبوت کے لیے گواہوں کی کسی خاص تعداد کی ضرورت نہیں ہوگی۔یہ ثبوت ایکٹ کو لاگو کرنے میں غلطی کا سوال نہیں ہے۔بلکہ یہ ایک ایسے معاملے میں احتیاط کے ساتھ آگے بڑھنے کا سوال ہے جہاں تسلیم شدہ طور پر بہت سے افراد ملوث تھے اور یہ واقعہ خود بہت عرصہ پہلے پیش آیا تھا۔ٹریبونل نے احتیاط سے کام لیا اور غیر مصدقہ گواہی پر عمل نہیں کیا۔یہ ممکن ہے کہ کچھ ایسے افراد کے خلاف ثبوت جن کو فائدہ پہنچا ہے، قبولیت کے لیے کافی ٹھوس ہوں، لیکن سوال کسی خاص کارکن کے سلسلے میں کسی ایک گواہ پر یقین کرنے کا نہیں ہے بلکہ تمام کارکنوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنے اور ایک ایسے طریقہ کار پر عمل کرنے کا ہے جس سے ناقص مشاہدے یا غلط یادداشت کے معقول امکانات پیدا ہونے کا امکان ہو۔مجموعی طور پر، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ٹریبونل نے ایک نقطہ نظر اپنایا جس کی وجہ سے کمپنی کے لیے اپنا مقدمہ ثابت کرنا ناممکن ہو گیا۔اس نے ایک ایسے معیار کی پیروی کی جو حالات میں سمجھدار تھا۔ہمیں نہیں لگتا کہ اس وجہ سے مداخلت کی ضرورت ہے۔چونکہ کسی اور نکتے پر بحث نہیں کی گئی تھی، اس لیے ان دس کارکنوں کے حوالے سے کمپنی کی اپیل، جن پر 18 جنوری 1956 کے واقعے میں مبینہ طور پر ملوث ہونے کا الزام تھا، کو مسترد کیا جانا چاہیے۔

یہ ہمیں تین خصوصی معاملات پر غور کرنے پر لاتا ہے۔ان کا تعلق دشرتھ باریک (نمبر 25)، بی بیچو (نمبر 26) اور نیسٹر

منڈا (نمبر 27) سے ہے۔ دسارتھ باریک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے وفادار کارکنوں کو دھمکی دی تھی اور انہیں 15 مارچ 1956 کو کام کرنے سے روک دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ لیا بیچو نے چوکیدار کو اسی دن دروازے کی چابیاں اس کے حوالے کرنے پر مجبور کیا اور کارکنوں کی نقل و حرکت میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے دروازے کو بند کر دیا۔ ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ دونوں مقدمات میں تحقیقات مناسب تحقیقات نہیں تھی اور نتیجہ قابل قبول نہیں تھا۔ یہاں، دونوں واقعات کو ثابت کرنے کے لیے انکوائری میں دوبارہ کسی گواہ سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی اور یہاں تک کہ ٹریبونل کے سامنے بھی مسٹر مارشل کی غیر مصدقہ گواہی کے علاوہ ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا۔ کسی بھی کارکن سے یہ ثابت کرنے کے لیے جانچ نہیں کی گئی کہ اسے دشرتھ باریک نے دھمکی دی تھی یا یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ یہ لی بیچو ہی تھی جس نے چوکیدار سے چابیاں لے کر دروازے کو بند کر دیا تھا۔ ان حالات کے پیش نظر ٹریبونل نے ان نتائج کو قبول نہ کرنے کا جواز پیش کیا جو تقریبا بغیر کسی ثبوت کے آگے بڑھے۔ ہم ٹریبونل سے اتفاق کرتے ہیں کہ دشرتھ باریک اور لی بیچو کو برخاست کرنے کے لیے ٹریبونل کے سامنے کوئی مقدمہ نہیں بنایا گیا۔

آخری کیس نیسٹر منڈا کا ہے جو یونین کے سکریٹری ہیں۔ ان کے خلاف یہ الزام لگایا گیا تھا کہ 16 جنوری 1956 کو انہوں نے مسٹر نکولس کے ساتھ بدسلوکی کی تھی اور کارکنوں کے ایک دشمن گروہ کے سر پر مظاہرہ کیا تھا۔ یہاں، ایک بار پھر، کوئی مناسب انکوائری نہیں کی گئی اور کمپنی کی طرف سے انکوائری میں جو نتیجہ اخذ کیا گیا وہ قابل قبول نہیں تھا۔ اس لیے ٹریبونل نے خود اس معاملے کی تفتیش کی۔ مسٹر نکولس اور مسٹر دھون نے ثبوت پیش کیے جنہیں ٹریبونل قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس نے نشاندہی کی کہ ان کی گواہی اہم نکات پر متضاد ہے۔ چونکہ ٹریبونل کو مسٹر نکولس اور مسٹر دھون کو سننے اور دیکھنے کا موقع ملا تھا، اس لیے ہمیں ٹریبونل سے مختلف کسی نتیجے پر پہنچنے میں دیر کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ، ایسے معاملات میں، اس عدالت کا یہ رواج نہیں ہے کہ وہ اپنے لیے حقائق تلاش کرنے کے لیے ثبوت پیش کرے۔ اس اچھی طرح سے طے شدہ عمل کی پیروی کرتے ہوئے ہمیں ٹریبونل کے نتیجے میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document